بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحیۃ المسجد

تالیف ـ ممتاز احمد عبد اللطیف

ناشر ـ مرکز الاصلاح التعلیمی الخیری ـ اموا مدینۃ الشیخ. شیوھر. بھار ـ انڈیا

مقدمہ

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا وسيئات أعمالنامن يهده الله فلامضل له ومن يضلل فلا هادي له وأشهد أن لاإله إلاالله وحده لا شريک له ☆ وأشهد أن محمدا عبده ورسوله. وبعد:

دنیا کی موجودہ اقوام ہندو، سکھ، یہود اور نصاریٰ کے نزدیک عبادت کا جو طریقہ رائج ہے، ہر ایک طریقہ کسی نہ کسی طرح شرک کی گندگی سے آلودہ ہے، صرف اسلامی تعلیم کا پاکیزہ چشمہ اس آلودگی سے پاک ہے، چنانچہ ہندوقوم اپنی عبادت گاہ ’’مندر‘‘ میں داخل ہوتے ہوئے اس میں رکھے ہوئے بت کا سجدہ کرتی ہے، سکھ قوم پھولوں کا گلدستہ لے کر اپنی عبادت گاہ ’’گورودوارہ‘‘ میں داخل ہوتے ہوئے اپنے مذہب کے بانی ’’گرونانک‘‘ کے لئے عقیدت کی پیشانی جھکاتی ہے، عیسائی قوم اپنی عبادتگاہ ’’گرجا‘‘ میں داخل ہوکر ’’عیسیٰ‘‘ اور ’’مریم‘‘ علیھما لسلام کی دیوار پر آویزاں سولی دار تصویر کے آگے اپنے گھٹنے ٹیکتی ہے اور یہود بھی اسی سے ملتی جلتی حرکت اپنی عبادت کے وقت کرتے ہیں.

لیکن اسلام جو ایک فطری مذہب ہے، خدائے واحد کی پیروی کا پیغامبر، کفر وشرک کا خاتم اور طہارت وپاکیزگی کا ضامن ہے، خدا کے گھر میں داخل ہوتے وقت بھی طہارت کے ساتھ ایک خدا کی اطاعت کی تعلیم دیتا ہے، جس کی ابتدا ’’اللہ اکبر‘‘ سے ہوتی ہے، فقہ کی اصطلاح میں اس کو ’’تکبیرۂ تحریمہ‘‘ سے تعبیر کرتے ہیں یعنی پہلے کی جملہ حرکات وسکنات کو حرام کرنے والی تکبیر، گویا خدا کا بندہ خدا کا کلمہ پڑھ کر خدا سے ہمکلام ہوجاتا ہے، اس کے مبارک گھر میں داخلہ کی سلامی بجالاتا ہے، خدا کی تسبیح وتہلیل اور تعظیم وتکبیر کے ذریعے اس کا شکر بجالاتا ہے، نبی ﷺ پر درود وسلام بھیج کر اپنے لئے توبہ واستغفار کرتا ہے، پھر تھوڑے وقفہ کی اس خدائی ہمکلامی کے شرف سے فارغ ہوجاتا ہے، جو حرکات وسکنات اس پر حرام ہوگئے تھے، پھر اس سے آزاد ہوجاتا ہے، اسی خدائی حاضری کو پیارے نبی ﷺ نے اس مختصر جملے میں بیان فرمایا ہے.

’’**تحريمها التكبير وتحليلها التسليم**‘‘﴿**الترمذی**﴾

’’اس کی تحریم تکبیر ہے اور اس کی تحلیل تسلیم ہے‘‘

یعنی ایک نمازی اپنی نماز میں ’’اللہ اکبر‘‘ کے ذریعے داخل ہوکر قبل کی جملہ حرکات وسکنات کو اپنے اوپر حرام کرلیتا ہے، اور ’’السلام علیکم‘‘ کے ذریعے پھر ان امور سے آزاد ہوجاتا ہے

ایک مسلمان جب خدا کے گھر مسجد میں داخل ہوتا ہے اور اپنے بیٹھنے کے پہلے اس میں دو رکعت نماز پڑھتا ہے اسی کا نام شریعت کی زبان میں ’’تحیۃ المسجد‘‘ ہے.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

* توجہ فرمائیں *

کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الکٹرانک کتب۔۔۔

* عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
* مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ[UPLOAD] کی جاتی ہیں۔
* متعلقہ ناشرین کی تحریری اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
* دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرو اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

** تنبیہ **

** کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب کسی بھی الکٹرانک کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
** ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

نشرواشاعت اور کتب کے استعمال سے متعلق کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں :

ٹیم کتاب و سنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

قارئین ! جب آپ موجودہ اقوام کے طریقہائے عبادت کی ابتدا اور اسلامی عبادت کی ابتدا کا موازنہ کریں گے تو یہ حقیقت آپ کے سامنے کھل کر آئیگی کہ ان قوموں کے یہاں عبادت گاہوں میں داخل ہونے کے وقت جن حرکات وسکنات کے ادا کرنے کا رواج ہے ان میں کا ہر ایک طریقہ کسی نہ کسی طرح کفر وشرک کی گندگی سے آلودہ ہے، صرف اسلام ہی کا طریقۂ عبادت اللہ کی وحدانیت سے معمور ہے اور ہر طرح کی گندگی سے پاک ہے.

بہر کیف ! تحیۃ المسجد کی دو رکعت مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے، نبی ﷺ نے اس کے پڑھنے کا حکم دیا ہے اور خود آپ ﷺ نے اس پر عمل کیا ہے جس کی تفصیل آگے کے مباحث میں آرہی ہے.

آج ہمارا معاشرہ بہت ساری خرابیوں سے آلودہ ہوتا جارہا ہے، کتاب وسنت کی تعلیم سے دور ہوتا جارہا ہے اور بدعت وخرافات کا آماجگاہ بنتا جارہا ہے، ان میں سے ایک اس سنتِ رسول ﷺ کا ترک کرنا بھی ہے، اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہمارے بہت سارے مسلمان بھائی مسجد میں داخل ہوتے ہیں اور بغیر ''تحیۃ المسجد'' کی دو رکعت ادا کئے بیٹھ جاتے ہیں.

ہماری سمجھ سے اس کی وجہ دینی معلومات کی کمی ہے، اسی کمی کو دور کرنے کے لئے احادیثِ رسول ﷺ اور عملِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روشنی میں یہ ایک چھوٹا سا رسالہ ترتیب دیا گیا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے ''بلغوا عني ولو آية'' کسی کو میری ایک بات بھی معلوم ہو تو وہ اسے دوسروں تک پہونچادے.

اس فرمانِ نبی ﷺ کی روشنی میں ہر مسلمان بھائی پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اسے دین کی جو بات بھی معلوم ہو وہ اسے اپنے دوسرے مسلمان بھائی تک پہونچادے، اسی فرض کے تقاضے نے اس رسالے کی ترتیب وتالیف پر آمادہ کیا ہے، اللہ تعالی ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے اور تمام مسلمان بھائیوں کو اسے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے. آمین.

اگر اس رسالے کی تالیف وترتیب میں کسی قسم کی بھول چوک ہوئی ہو تو اللہ تعالی ہمیں معاف فرمائے، نیز اپنے علمی بھائیوں سے گزارش ہے کہ اگر ان پر کسی قسم کی چوک ظاہر ہو تو مولف کو اطلاع فرما کر شکریہ کا موقع دیں، تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے.

آخر میں اپنے قیصر بھائی کا شکریہ ادا نہ کروں تو ناشکری ہوگی، درحقیقت انہی کی ایما اور تقاضے پر یہ کام انجام کو پہنچا ہے. بزرگان محترم ڈاکٹر محفوظ الرحمن اور شیخ محمد سہیل ﴿فاضلانِ مدینہ یونیورسٹی﴾ اسلامک سنٹر دبئی کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے اپنا قیمتی وقت اس رسالے کے مطالعہ پر صَرف فرما کر صحیح مشوروں سے نوازا، نیز کرم فرما شیخ اریا تیل حیدر علی ﴿فاضل مدینہ یونیورسٹی﴾ اسلامک سنٹر دبئی اور ان کے کتب خانۂ عامرہ کا شکر ادا نہ کروں تو ان کی اور ان کے کتب خانہ کی حق تلفی ہوگی، جن کی وسعت قلبی اور جس کی موجودگی نے اس رسالہ کا کام آسان تر کردیا ہے، خدا ان کے کتب خانہ

کو آباد رکھے اور ان کو دنیا وآخرت میں جزائے خیر دے. آمین.

ممتاز احمد عبد اللطیف

اموا. بہار

21 / اگست 1984ء

احباب وعوام کے بار بار کے تقاضے پر کتاب کا دوسرا اڈیشن قارئین کی خدمت میں بعض اصلاحات کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے، امید کہ قارئین پسند فرمائیں گے.

ممتاز احمد عبد اللطیف - اسلامک سینٹر دبئی -

http://www.ahya.org - Authentic Islamic Resources and Information

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحیۃ المسجد کا مفہوم

مسجد اس دنیا میں خدا کا گھر ہے، بندوں کی عبادت وریاضت کے لئے ایک اجتماع گاہ ہے، تعلق باللہ، توبہ واستغفار، خشوع وخضوع اور روح ونفس کی طہارت کا مقام ہے، اور جو اللہ تعالی کے نزدیک روئے زمین کا ایک پسندیدہ ٹکڑا ہے. "أحب البلاد إلی اللہ مساجد ھا" ﴿مسلم﴾
مساجد تمام جگہوں میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں.

ہر چیز کا ایک حق ہے اور مسجد کا حق یہ ہے کہ نماز کے ذریعے اس کو آباد کیا جائے اور اس میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کی جائے، اسی کا نام شریعت کی اصطلاح میں "تحیۃ المسجد" ہے یہ دو لفظ تحیہ اور مسجد سے مرکب ہے، تحیہ کا معنی سلامتی اور مبارکبادی ہے، مسجد کی سلامتی اور مبارکبادی یہ ہے کہ نماز کے ذریعے اس کو سلامت اور آباد رکھا جائے اور داخل ہونے کے بعد اس میں تحیۃ المسجد کی دو رکعت ادا کی جائے، مسجد کا معنی سجدہ کرنے کی جگہ ہے اور سجدہ نماز کے تمام افعال میں قربتِ الٰہی کا سب سے اعلیٰ ذریعہ ہے، اس لئے اسی مادہ سے نماز کی ادائیگی کی جگہ "مسجد" مشتق کی گئی تا کہ سجدۂ خدا کی طرح جائے سجدہ بھی تقدس کی بولتی تصویر ہو، جب اس امت کا نبی ﷺ ساری امتوں سارے جہانوں کا نبی ہے اور ان کی امت سارے جہان کے داعی ہیں تو اس مناسبت سے ساری روئے زمیں کو مسجد بنا دی گئی تا کہ نبی ﷺ اور امتی کی طرح ان کی عبادت گاہ بھی ہمہ گیر ہو.

"جعلت لی الأرض مسجدا" ﴿البخاری﴾
ساری زمین میرے لئے مسجد بنا دی گئی ہے.

تحیۃ المسجد کا شرعی حکم

☆ اہل ظاہر ﴿امام داؤد اور ان کے اصحاب﴾ امام شوکانی اور امیر صنعانی کے نزدیک تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنا مندرجہ ذیل احادیث کی روشنی میں واجب ہے، لیکن امام ابن حزم عدمِ وجوب کے قائل ہیں. ﴿بدایۃ المجتہد﴾

عن أبی قتادۃ السلمی رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ ﷺ قال: "إذا دخل أحدکم فی المسجدفلیر کع رکعتین قبل أن یجلس" ﴿البخاری﴾
ابوقتادہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے.

عن جا بر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنھما قال: " کان لی علی النبی ﷺ دَین فقضا نی وزادنی فد خلت علیہ المسجد فقال صلِ رکعتین" ﴿مسلم﴾
جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر میرا قرض تھا، آپ ﷺ نے میرا قرض ادا کیا اور ساتھ ہی کچھ زیادہ بھی دیا پھر مسجد میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا دو رکعت نماز پڑھ لو.

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنھما قال: جاء السلیک الغطفانی یوم الجمعۃ ورسول اللہ قائم علی المنبر فقعد سلیک قبل أن یصلی فقال: " لہ أصلیت رکعتین؟ فقال لا فقال قم فارکعھما" ﴿مسلم﴾
جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ منبر پر کھڑے تھے کہ سلیک غطفانی آئے اور بغیر تحیۃ المسجد کی دو

http://www.ahya.org - Authentic Islamic Resources and Information

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکعت پڑھے بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے دو رکعت پڑھ لی؟ انہوں نے کہا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اٹھو! اور دو رکعت پڑھ لو۔

طریقۂ استدلال:

مطلق امر کا صیغہ شریعت کی زبان میں وجوب کے لئے استعمال ہوتا ہے، اگر قرینہ صارفہ ہو تو مندوب یا مستحب مراد لیا جاتا ہے، چونکہ مذکورہ احادیث میں امر کا صیغہ استعمال ہوا ہے اور بظاہر کوئی قرینہ صارفہ نہیں ہے اس لئے تحیۃ المسجد کی دو رکعت واجب ہے۔

☆ تحیۃ المسجد جمہور علمائے کرام کے نزدیک ذیل کی احادیث کی روشنی میں سنت ہے، ابن حجر عسقلانیؒ نے ائمۂ اہل فتویٰ کا اتفاق نقل کیا ہے کہ مذکورہ بالا احادیث میں امر کا صیغہ استحباب کے لئے ہے اور امام نوویؒ نے اس سلسلے میں امت کا اجماع نقل کیا ہے۔﴿نیل الاوطار/ج ۳ص ۸۳﴾

عن زید بن أسلم رضی الله عنه قال : "کان أصحاب رسول الله ید خلون المسجد ویخرجون ولا یصلون"﴿البخاری﴾

زید بن اسلم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں ہیں کہ صحابۂ کرام مسجد آتے جاتے تھے اور نماز نہیں پڑھتے تھے۔

نبی کریم ﷺ کا قول اس آدمی کے بارے میں جو مسجد کے اندر لوگوں کی گردن پھلانگتا تھا: "إجلس فقد ا ذیت"﴿فتح الباری : ج ا ص ۵۳۷﴾ بیٹھ جاؤ تم نے اذیت پہونچائی، نیز ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ سے سوال کیا کہ خدا نے کون سی اور کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الصلوات الخمس فقال هل علی غیر ها قال لا إلاأن تطوع"

﴿نیل الأوطار: ج ۳ ص ۸۲﴾

پانچ وقت کی نماز فرض کی گئی ہے، پھر سوال کیا کہ کیا اس کے علاوہ بھی میرے اوپر کوئی نماز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ،لا یہ کہ تم نفل نماز ادا کرو۔ طریقۂ استدلال:

مذکورہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ تحیۃ المسجد کی دو رکعت واجب نہیں بلکہ سنت ہے، اگر واجب ہوتی تو صحابۂ کرام کا مسجد میں آنا جانا اور تحیۃ المسجد کی دو رکعت نہ پڑھنا، آپ ﷺ کا گردن پھلانگنے والے کو بیٹھ جانے کا حکم دینا اور ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کو صرف فرض نماز پڑھنے کا حکم دینا کیسے درست ہوتا؟

ان وجوہات کی امام شوکانی اور امام صنعانی نے تردید کی ہے اور تحیۃ المسجد کے واجب ہونے پر کافی زور دیا ہے، اہلِ علم حضرات مزید معلومات اور مسئلے کی تحقیق کے لئے "نیل الاوطار" اور "سبل السلام" کی طرف رجوع فرمائیں۔

تحیۃ المسجد خطبۂ جمعہ کے درمیان

تحیۃ المسجد کی ہلکی دو رکعت خطبہ کے درمیان اس شخص کے لئے پڑھنا سنت ہے جو تاخیر سے مسجد میں آئے، ائمہ دین حسن، ابن عیینہ، شافعی، احمد، اسحاق، مکحول، ابوثور، ابن منذر اور محدثین فقہائے کرام رحمھم اللہ کی رائے مندرجہ ذیل احادیث کے پیش نظر یہی ہے۔﴿نیل الاوطار: ج ۳ص ۳۱۵﴾

عن أبی سعید الخدری رضی الله تعالی عنه أن رجلاً دخل المسجد یوم الجمعة ورسول الله علیه وسلم

http://www.ahya.org - Authentic Islamic Resources and Information

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يخطب على المنبر فأمره أن يصلي ركعتين. ﴿البخاري﴾
ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوا جب کہ آپ ﷺ منبر پر خطبہ دے رہے تھے تو آپ ﷺ نے اسے دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا.

ترمذی کی روایت میں ''في هيئة بذة'' کا اضافہ ہے یعنی بوسیدہ حالت میں مسجد میں داخل ہوا.
عن جابر بن عبدالله رضي الله تعالى عنه قال جاء سليك الغطفاني
يوم الجمعة ورسول الله ﷺ قائم على المنبر فقعد سليك قبل أن يصلي فقال له أصليت ركعتين؟ فقال لا فقال قم فاركعهما'' ﴿مسلم﴾
جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ جمعہ کے دن نبی کریم ﷺ مسجد میں منبر پر کھڑے خطبہ دے رہے تھے کہ سلیک غطفانی آئے اور تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھے بغیر بیٹھ گئے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے دو رکعت پڑھ لی ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اٹھو اور دو رکعت پڑھ لو!
مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے.

''إذا جاء أحدكم يوم الجمعة والإمام يخطب فليركع ركعتين و ليتجوز فيها'' ﴿مسلم﴾
جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن اس حالت میں آئے کہ امام خطبہ دے رہا ہو تو دو ہلکی رکعت پڑھ لے.
امام ترمذی روایت کرتے ہیں کہ

''إن أباسعيد أتى ومروان يخطب فصلهما فأرادحرس مروان أن يمنعوه أبى حتى صلّهما ثم قال ماكنت لأ دعها بعدأن سمعت رسول الله يأمربهما'' ﴿الترمذى﴾
مروان بن حکم خطبہ دے رہے تھے کہ ابوسعید رضی اللہ تعالی عنہ تشریف لائے اور تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنی شروع کی، اس پر مروان بن حکم کے باڈی گارڈوں نے روکنے کی جرأت کی لیکن آپ ﷺ نے نماز ادا کی پھر عرض کیا ان دو رکعت کو میں ترک نہیں کرسکتا اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کو میں نے اس کے پڑھنے کا حکم دیتے ہوئے سنا ہے.

نبی کریم ﷺ کا مسبوق کو خطبہ کے درمیان دو رکعت ادا کرنے کا حکم دینا اور ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ کا حکومتِ وقت کی مخالفت کے باوجود اس سنت کو زندہ کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ خطبہ کے درمیان تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنا مسنون ہے.
ائمۂ دین قاضی شریح، ابنِ سیرین، نخعی، قتادہ، مالک اور ابوحنیفہ رحمھم اللہ کے نزدیک مندرجہ ذیل دلائل کی روشنی میں خطبہ کے درمیان تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنا مکروہ ہے. ﴿المغنی ج۲ ص۳۱۹﴾

﴿1﴾ قرآن مجید کی یہ آیت
''وإذا قرئ القرآن فاستمعوا له'' ﴿الأعراف : ۲۰۴﴾
اور جب قرآن کی تلاوت کی جائے تو اسے سنو!

﴿2﴾ اور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان:
إذاقلتَ لصاحبك أنصت والإمام يخطب فقد لغوت ﴿البخارى﴾
درمیانِ خطبہ کسی نے اپنے ساتھی کو خاموش رہنے کو کہا تو اس نے لغو کام کیا.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ میں قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے اور قرآن کی تلاوت کے وقت اس کی سماعت کا حکم مذکورہ آیت میں دیا گیا ہے اس لئے تحیۃ المسجد کی دو رکعت خطبہ کے درمیان پڑھنا درست نہیں، فرمان نبی ﷺ کے اندر خطبہ کے درمیان معمولی بات کی تنبیہ بلکہ امر بالمعروف کا فریضہ انجام دینے سے منع کیا گیا ہے تو تحیۃ المسجد کی دو رکعت کیسے ادا کی جا سکتی ہے؟ جس کی ادائیگی میں کچھ زیادہ ہی وقت لگ جاتا ہے۔

﴿3﴾ اسی طرح نبی کریم ﷺ کا حکم اس شخص کے بارے میں جو لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آگے جا رہا تھا "**إجلس فقد اٰذيت**" بیٹھ جاؤ تم نے اذیت دی، نبی کریم ﷺ نے بیٹھ جانے کا حکم دیا، تحیۃ المسجد کے پڑھنے کا حکم نہیں دیا۔

﴿4﴾ اسی طرح ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی یہ روایت:
"**إذا دخل أحدكم المسجد والإمام على المنبر فلا صلوة و لا كلام حتى يفرغ الإمام**"﴿**الطبرانی**﴾
امام منبر پر ہو اور کوئی آدمی مسجد میں داخل ہو تو کوئی نماز اور کسی قسم کی گفتگو اس وقت تک نہ کرے جب تک کے امام خطبہ سے فارغ نہ ہو جائے

.

حقیقت یہ ہے کہ خطبہ کی حالت میں قرآن مجید کی تلاوت ضرور کی جاتی ہے لیکن پورا خطبہ قرآن مجید کی آیتوں پر مشتمل نہیں ہوتا اس لئے قرآن کی اس آیت کو تحیۃ المسجد کی عدم ادائیگی کے لئے بطورِ دلیل پیش کرنا درست نہیں، اور خطبہ کے درمیان کسی سامع کا کسی سامع کو اس کی حرکت پر اسے تنبیہ کرنا ایک لغو کام ہے لیکن یہ امر تحیۃ المسجد کے ادا کرنے کے مانع نہیں کیوں کہ اس کے اندر ایک دوسرے سے بات کرنے سے روکا گیا ہے نہ کے نماز ادا کرنے سے، رہی ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی حدیث تو وہ ضعیف ہے، اس کی سند میں ایک راوی ایوب بن نہیک آتے ہیں جن کے بارے میں ابو زرعہ اور حاتم رحمھم اللہ نے منکر الحدیث کہا ہے اور اس طرح کی ضعیف حدیث صحیح حدیث کی معارض نہیں ہوتی جیسا کہ علمائے جرح وتعدیل کے نزدیک یہ بات معروف ہے۔

باقی رہا رسول اللہ ﷺ کا یہ قول "**إجلس فقد اٰذيت**" تو آپ ﷺ نے خاص حالت میں خاص آدمی کے لئے یہ زجر فرمایا تھا جس کا انطباق عام لوگوں پر کرنا مناسب نہیں۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ سے خطبہ کے درمیان کسی قسم کی تعلیم دینا اور بچوں سے پیار ومحبت کرنا ثابت ہے۔
عن أبى بريدة رضى الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ يخطبنافجاء الحسن والحسين عليهما قميصان أحمران يمشيان ويعثران فنزل رسول الله من المنبر فحملهماووضعهما بين يديه ثم قال صدق الله ورسوله "إنماأموالكم وأولادكم فتنة" نظرت هٰذين الصبين يمشيان ويعثران فلم أصبرحتى قطعت حديثى ورفعتهما"﴿البخارى ومسلم﴾

ابو بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ ہمارے درمیان خطبہ دے رہے تھے کہ حسن اور حسین رضی اللہ تعالی عنہما گرتے پڑتے آگئے، ان کے جسم پر سرخ رنگ کے قمیص پڑے تھے، آپ ﷺ منبر سے اترے اور ان دونوں کو اٹھا کر اپنے سامنے رکھ دیا اور فرمایا: خدا اور اس کے رسول نے سچ کہا بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیئے آزمائش کا سامان ہیں دیکھو تو ذرا! میں ان دونوں کو گرتے پڑتے دیکھ نہ سکا، صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا، اپنی بات روک دی اور انہیں اٹھا لیا۔

http://www.ahya.org - Authentic Islamic Resources and Information

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وعن أبی رفاعةالعدوی رضی الله تعالی عنه قال : انتهيت إلى رسول الله ﷺ وهو يخطب فقلت يا رسول الله ! رجل غريب يس فأتی بکرسی من خشب قوائمه حديد فقعد عليه وجعل يعلمنی مما علمه الله ثم أتی الخطبة فأتم أخرٰها .﴿مسلم﴾

ابورفاعہ عدوی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دیرہے تھے، میں آپ ﷺ کے قریب گیا اورعرض کیا اے اللہ کے رسول! ﷺ ایک اجنبی آدمی اپنے دین کے بارے میں پوچھتا ہے کہ اس کا دین کیا ہے؟ اور وہ اپنے دین کے بارے میں کچھ نہیں جاتا تو آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے، اپنا خطبہ چھوڑا اور میرے نزدیک آگئے پھر آپ کے لئے ایک لکڑی کی کرسی لائی گئی جس کے پاؤں لوہے کے بنے تھے، آپ ﷺ اس پر بیٹھ گئے اور مجھے علمِ الٰہی کے ذریعے تعلیم دینے لگے پھر خطبہ کیلئے واپس گئے اور اس کا بقیہ حصہ پورا کیا.

چنانچہ علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ ضرورت کے وقت خطبہ ترک کرکے اس کی تکمیل کرنا درست ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک سائل کے سوال کا جواب دینے اور حسن وحسین رضی اللہ تعالی عنھما کو اٹھانے کے لیئے خطبہ ترک کیا، اسی طرح نبی کریم ﷺ کا مقتضائے وقت کے مطابق یہ ارشاد فرمانا: "إجلس یا فلان" بیٹھ جاؤ اے شخص! " صل یا فلان" نماز پڑھو اے شخص! کسی شرعی حکم کے لئے دلیل نہیں بلکہ ایک طرح کی انفرادی تعلیم اور خاص فرد کے لئے زجر ہے .﴿مختصر زاد المعاد ص ۵۰﴾

حاصل یہ کہ نبی کریم ﷺ کا خطبہ کے درمیان گردن پھلانگنے والے کے بارے میں " إجلس فقد اذیت" کا جملہ فرمانا مقتضائے حال کے مطابق ایک زجری کلام تھا اس لئے اس کو تحیۃ المسجد کی عدمِ ادائیگی کے لئے بطورِ دلیل پیش کرنا درست نہیں.

مذکورہ مختصر بیان کے بعد امید ہے کہ کسی صاحبِ فکر ونظر پر یہ بات
پوشیدہ نہ رہیگی کہ فریقِ اول کی رائے زیادہ قوی اور سنتِ رسول کے قریب تر ہے یعنی مسجد میں دیر سے آنے والے کے لئے خطبہ کے درمیان دو ہلکی رکعت پڑھنا سنت ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کو اپنا دستور العمل بنالیا جائے، خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آیا جائے، دو رکعت تحیۃ المسجد کی پڑھی جائے اور زعم یہ ہو کہ میرا عمل سنت کے مطابق ہے، بلکہ سنت کا طریقہ تو یہ ہے کہ جمعہ کے دن صبح سویرے غسل کیا جائے، استطاعت کے مطابق اچھا کپڑا زیب تن کیا جائے، خوشبو لگائی جائے اور جتنا سویرے ہو سکے خدا کے گھر کا رخ کیا جائے اور اس میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت تحیۃ المسجد کی ادا کی جائے، حسبِ استطاعت مزید نوافل پڑھی جائیں، قرآن مجید کی تلاوت کی جائے، خاص کر سورۂ کہف کی تلاوت کی جائے، کثرت سے اللہ کا ذکر کیا جائے اور جب امام خطبہ کے لئے منبر پر آجائے تو ہر طرح کے ذکر واذکار سے رخ موڑ کر خطبۂ جمعہ سنا جائے.

جمعہ کے دن صبح سویرے طہارت، قضائے حاجت اور غسل وغیرہ سے فارغ ہوکر مسجد جانے کی حدیثوں میں بڑی فضیلت آئی ہے، جمعہ ہفتے کی عید ہے، فرحت وانبساط کا انمول موقع ہے، اور گناہوں کی مغفرت کا بہترین ذریعہ ہے، جس شخص کے دل میں قربتِ الٰہی کے حصول کا نیک جذبہ ہوگا اور آخرت کے لئے توشہ جمع کرنے کا شوق ہوگا وہ یقیناً اللہ تعالی کے دربار میں جلد از جلد حاضر ہونے کی کوشش کریگا. اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

"من اغتسل يوم الجمعةغسل الجنابة ثم راح فكأنما قرب بدنة ومن راح فی الساعة الثانية فكأنما قرب بقرة ومن راح فی الساعة الثالثة فكأنما قرب كبشا أقرن ومن راح فی الساعة الرابعة فكأنما قرب دجاجة ومن راح فی الساعة الخامسة فكأنما قرب بيضة فإذا خرج الإمام حضرت الملائكة يستمعون الذكر" ﴿البخاری﴾

جس شخص نے اچھی طرح غسل ﴿غسلِ جنابت کی طرح﴾ کیا پھر سب سے پہلے خدا کے گھر گیا تو گویا اس نے اونٹ قربانی کی ، اس کے بعد جو کوئی مسجد میں دوسرے لمحے آیا گویا اس نے گائے قربانی کرنے کا ثواب حاصل کیا، اس کے بعد جو شخص تیسرے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لمحے آیا اس نے مینڈھا قربانی کرنے کا اجر حاصل کیا، اس کے بعد جو کوئی چوتھے لمحے آیا گویا اس نے راہِ الٰہی میں مرغی قربانی کی، اور جو شخص پانچویں لمحے آیا گویا اس نے انڈا قربانی کرنے کا ثواب حاصل کیا لیکن جب امام خطبہ کے لئے آ گئے تو فرشتے بھی ذکرِ الٰہی سننے لگے۔

اور عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

" إن الناس يجلسون يوم القيامة على قدر تراحهم إلى الجهات الأول ثم الثانى ثم الثالث ثم الرابع أو كماقال ﴿إبن ماجه﴾

قیامت کے دن لوگ جمعہ کی حاضری کی ترتیب سے بیٹھیں گے یعنی سب سے پہلے جمعہ کے دن مسجد میں حاضر ہونے والے پھر دوسرے نمبر، تیسرے نمبر، اور چوتھے نمبر پر مسجد میں حاضر ہونے والے یا جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

تحیۃ المسجد ممنوعہ اوقات میں

فجر اور عصر کے بعد، طلوعِ آفتاب، غروبِ آفتاب اور زوال کے وقت بغیر کسی وجہ کے کسی قسم کی نماز پڑھنا مکروہ ہے، اس بات پر امت کا اجماع ہے جیسا کہ امام نوویؒ نے تحریر کیا ہے، لیکن ان مذکورہ پانچ اوقات میں کسی سبب اور وجہ کی بنا پر نماز پڑھنے میں امت کا اختلاف ہے جیسے تحیۃ المسجد، سجدۂ تلاوت، سجدۂ شکر، صلاۃِ کسوف وخسوف، عیدین کی نماز، جمعہ کی نماز اور فوت شدہ نمازیں، اس سلسلے میں امامانِ دین کے درمیان دو اہم خیالات پائے جاتے ہیں۔

﴿1﴾ پہلا خیال یا رائے امام ابو حنیفہؒ اور علمائے کرام کی ایک جماعت کا ہے کہ ان اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے بلکہ درست نہیں ہے اور وہ نہیِ عموم کی اِن عام حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں۔

عن ابن عباس رضى الله تعالى عنه قال: " أن النبى ﷺ نهى عن الصلاة بعد الصبح حتٰى تشرق الشمس وبعد العصر حتٰى تغرب الشمس" ﴿البخارى﴾

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نمازِ صبح کے بعد طلوعِ آفتاب تک اور نمازِ عصر کے بعد غروبِ آفتاب تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

عن ابى سعيد الخدرى رضى الله عنه قال: رسول ﷺ "لا صلوٰةبعد الصّبح حتى تر تفع الشمس، ولا صلوٰة بعدالعصر حتى تغرب الشمس. ﴿البخارى﴾

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا فجر کے بعد بلندئ سورج تک اور عصر کے بعد غروبِ آفتاب تک کسی قسم کی نماز نہیں ہے۔

عن ابن عمر رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول ﷺ "إذا بدأحاجب الشمس فأخرواالصّلوٰة حتى تبرز وإذاغاب حاجب الشمس فأخروا الصلاةحتى تغيب" ﴿مسلم﴾

ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب سورج کی ٹکیہ نکلنا شروع ہو تو اچھی طرح نکلنے کے بعد نماز پڑھو! اسی طرح جب سورج غائب ہونے لگے تو اچھی طرح غائب ہونے کے بعد نماز پڑھو!

عن عقبه بن عامررضى الله تعالى عنه قال: ثلاث ساعات كان رسول الله ينهانا أن نصلّى فيهن أونقبر فيها موتاناحين تطلع الشمس بازغة حتى تر تفع وحين يقوم قائم الظهيرةحتى تميل وحين تتضيف الشمس للغروب حتى تغرب" ﴿مسلم﴾

http://www.ahya.org - Authentic Islamic Resources and Information

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت ہے کہ تین اوقات میں نبی کریم ﷺ ہمیں نماز پڑھنے اور مردے دفنانے سے روکتے تھے.

﴿1﴾طلوعِ آفتاب کے وقت یہاں تک کہ وہ کافی بلندی پہ آجائے.

﴿2﴾زوالِ آفتاب کے وقت یہاں تک کہ زوال کا وقت ختم ہو جائے.

﴿3﴾سورج کے آغازِ زردی سے لے کر غروبِ کامل تک.

عن عمر و بن عبسةرضی الله تعالى عنه قال قلت يا رسول الله أخبرنی عن الصّلاة قال:"صل صلاة الصّبح ثم أقصر عن الصلاة حين تطلع الشمس حتى ترتفع فإنهاتطلع بين قرنى شيطان وحينئذ يسجدلها الكفارثم صل فإن الصلاة محضورة مشهودة حتى يستضل الظل بالر مح ثم أقصرعن الصلوٰة فإنه حينئذٍ تسجرجهنّم فإذاأقبل الفئى فصلِ فإن الصلاة مشهودة محضورة حتى تصلى العصر ثم أقصرعن الصلاة حتى تغرب الشمس فإنها تغرب بين قرنى شيطان وحينئذ يسجد لهاالكفار" ﴿مسلم﴾

عمر و بن عبسہ رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے کہا اے اللہ کے رسول نماز کے بارے میں کچھ بتلایئے، آپ ﷺ نے فرمایا صبح کی نماز پڑھ کر طلوعِ آفتاب کی بلندی تک نماز پڑھنے سے باز رہو، کیونکہ آفتاب شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے، طلوع اور غروبِ آفتاب کے وقت کفار اس کی پرستش کرتے ہیں، ﴿شیطان اپنا رخ سورج کی طرف کرتا ہے تا کہ اسکی پرستش ہو سکے﴾ پھر زوالِ آفتاب تک نماز پڑھو کیونکہ فرشتے حاضر وناظر ہوتے ہیں، پھر عین زوال کے وقت نماز پڑھنے سے رک جاؤ! کیوں کہ اس وقت جہنم کی آگ جوش مارتی ہے، پھر زوالِ آفتاب سے لیکر عصر تک نماز پڑھو اس لئے کہ فرشتے حاضر وناظر ہوتے ہیں، پھر غروبِ آفتاب تک نماز مت پڑھو کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیاب سے ڈوبتا ہے، نیز اس وقت کفار سورج کی عبادت کرتے ہیں.

﴿2﴾ دوسری رائے امام شافعیؒ اور ائمہؒ دین کی ایک عظیم اکثریت کی ہے، کیوں کہ مذکورہ بالا احادیث خاص اوقات میں نماز پڑھنے کی نفی کرتی ہیں، اس لئے اس حکم کا انطباق عام ذواسباب نماز جیسے تحیۃ المسجد، اور جنازہ کی نماز وغیرہ پر نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ خود نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے ان ممنوعہ اوقات میں ذواسباب نماز ادا کی ہیں، ذیل میں اس قبیل کی بعض احادیث اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے بعض آثار نقل کئے جاتے ہیں، تا کہ مسئلے کی وضاحت ہو سکے. ﴿فتح الباری: ج ۲ ص ۵۹﴾

عن أبی هريرة رضی الله تعالی عنه قال: قال رسول ﷺ: " إذا أدرک أحدکم سجدة من صلاة العصر قبل أن تغيب الشمس فليتم صلوٰته وإذا أدرک سجدة من صلاة الصبح قبل أن تطلع الشمس فليتم صلوٰته"﴿البخاری و مسلم﴾

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آفتاب کے پہلے تم میں سے کوئی اگر نمازِ عصر کا ایک سجدہ پالے تو اپنی نماز مکمل کرے اور اسی طرح اگر نمازِ فجر کا ایک سجدہ طلوع آفتاب کے پہلے پالے تو اپنی نماز پوری کرے.

"من نام عن صلاة أو نسيها فليصلها إذا ذكرها"﴿بخاری ومسلم﴾

جو شخص سو گیا یا نماز پڑھنا بھول گیا تو اسے جب یاد آئے پڑھ لے.

http://www.ahya.org - Authentic Islamic Resources and Information

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن أم سلمة رضى الله تعالى عنه صلى النبیﷺ بعد العصر رکعتین وقال شغلنی نا س من عبدالقیس عن الرکعتین بعدالظهر. ﴿البخاری﴾

ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھی پھر ارشاد فرمایا: عبدالقیس کے وفد نے ظہر کی دو رکعت پڑھنے سے باز رکھا.

عن عائشة رضی الله تعالی عنها قالت رکعتان لم یکن رسول الله یدعها سرّاً ولاعلاینة رکعتان قبل صلوٰة الصبح ورکعتان بعد العصر" ﴿البخاری﴾
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہﷺ صبح کی نماز کے پہلے دو رکعت اور عصر کی نماز کے بعد دو رکعت نہیں چھوڑتے تھے.

عن ابن عمر قال: أصلی کما رأیت أصحابی یصلون لا أنهی أحدا یصلی بلیل ولا نهار ماشاء غیر أن لاتحروا طلوع الشمس ولا غروبها. ﴿البخاری﴾
ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کی طرح نماز پڑھتا ہوں رات دن میں کسی وقت کسی کو نماز پڑھنے سے نہیں روکتا غروبِ آفتاب اور طلوعِ آفتاب کی تلاش نہیں کرتا.

عن أنس بن مالک رضی الله تعالی عنه قال : قال: رسول الله إذا أنزل منزلا لم یرتحل حتی یصلی الظهر فقال له رجل وإن کان بنصف النهار؟ قال وإن کان بنصف النهار. ﴿أبو داؤد﴾
انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہﷺ جب کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تھے تو بغیر ظہر کی نماز ادا کئے اس جگہ سے کوچ نہیں کرتے تھے، ایک آدمی نے آپﷺ ﴿راوی حدیث حضرت انس﴾ سے پوچھا کیا دوپہر کے وقت بھی؟ تو انہوں نے کہا گرچہ دوپہر کا وقت ہوتا.

طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب کے وقت فجر اور عصر کی بقیہ رکعتوں کا ادا کرنا، ظہر کی نماز زوال کے وقت پڑھنا، بھولنے اور سونے والے کا جس وقت یاد آجائے یا بیدار ہوجائے اسی وقت نماز پڑھنا خواہ ممنوعہ اوقات ہی میں ہو، خود نبی کریمﷺ کا عصر کے بعد ظہر کی دو رکعت سنت کی قضا کرنا بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی روایت کی رو سے اس پر مداومت برتنا اور ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی روایت کے مطابق صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنھم کا ہر وقت نماز پڑھنا، یہ جملہ افعال کم از کم ممنوعہ اوقات میں ذوا اسباب نمازوں کے پڑھنے کا ثبوت فراہم کرتے ہیں.

شیخ الاِسلام ابن تیمیہؒ کی بھی یہی رائے ہے، امام موصوف نے علمی اور فقہی انداز میں جس طرح اس مسئلے کی گرہ کشائی کی ہے، اسے پڑھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے، قارئین کے استفادہ کے لئے ذیل میں اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے.
تمام ذوا اسباب نمازیں تحیۃ المسجد، سجدۂ شکر، صلاۃِ کسوف وخسوف، صلاۃِ جنازہ وغیرہ ممنوعہ اوقات یعنی عصر اور فجر کے بعد، زوال اور آفتاب کے طلوع وغروب کے وقت پڑھنا جائز ہے اور ائمۂ کرام کی دو رائیوں میں یہی رائے مندرجہ ذیل دلائل و اسباب کی بنا پر راجح اور درست ہے.

☆ تحیۃ المسجد کی دو رکعت کا پڑھنا بخاری اور مسلم کی روایت سے ثابت ہے، نبی کریمﷺ نے فرمایا جب کوئی آدمی مسجد میں داخل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتو بیٹھنے سے پہلے دورکعت تحیۃ المسجد کی ادا کرلے،اور ابوقتادہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریمﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ کے درمیان مسجد میں تشریف فرما تھے کہ میں داخل ہوا اور بیٹھ گیا، آپﷺ نے فرمایا: بیٹھنے سے پہلے تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنے سے کون سی چیز مانع ہوئی؟ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسولﷺ! میں نے آپﷺ کو اور آپ ﷺ کے اصحاب کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو بیٹھ گیا، اس پر آپﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مسجد میں داخل ہو تو بغیر تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھے نہ بیٹھے.

مذکورہ احادیث میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنے کا عام حکم ہے، اور بغیر پڑھے ہوئے بیٹھنے کی عام نہی ہے،اور یہ نہی تمام اوقات کو حاوی ہے، اس کے مقابلے میں کوئی ایسی حدیث موجود نہیں جو اس نہیِ عام کو خاص کرے اور نہ اس کے خاص کرنے پر امت کا اجماع ہے،سب جانتے ہیں کہ ممنوعہ اوقات میں نماز پڑھنے کی جو نہی وارد ہوئی ہے وہ عام نہیں ہے بلکہ خاص ہے، لہٰذا عام کو خاص پر ترجیح حاصل ہوگی.

☆ بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ ایک شخص خطبہ کے درمیان مسجد میں داخل ہوا آپﷺ نے فرمایا: تم نے دو رکعت پڑھ لی ،اس نے عرض کیا نہیں تو آپﷺ نے فرمایا: دو رکعت پڑھ لو! اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن خطبہ کی حالت میں کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو ہلکی سی دو رکعت پڑھ کر بیٹھے، اس حدیث کو تمام فقہائے حدیث امام شافعیؒ، اسحاقؒ ، ابوثورؒ اور ابن منذرؒ وغیرھم نے بلا خوف قبول کیا ہے، اور سلف کی عظیم اکثریت جیسے مکحولؒ اور حسنؒ وغیرہ نے اسے روایت کی ہے.

علمائے کرام کی ایک عظیم جماعت قاضی شریح نخعی ، ابن سیرین، ابوحنیفہ، مالک ، لیث اور ثوری رحمھم اللہ کو اس حدیث کی اطلاع نہ ہوسکی، اور انہوں نے خطبہ کی حالت میں تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنے سے منع فرمایا.

درحقیقت ان علمائے کرام کی ممنوعہ اوقات میں عدمِ صلاۃ والی حدیث پر یہ ایک قیاس ہے یعنی نبی کریمﷺ نے طلوعِ آفتاب ،زوالِ آفتاب اور غروبِ آفتاب نیز عصر و فجر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا تو خطبہ کی حالت میں بدرجۂ اولیٰ کسی قسم کی نماز پڑھنی ممنوع قرار پائی، کیونکہ خطبہ کی حالت میں کسی قسم کے شغل سے منع فرمایا گیا ہے، حتی کے اپنے بھائی کی کسی بے ہودہ حرکت پر بھی اس کو چپ رہنے کی تلقین کرنا ایک لغو حرکت ہے ظاہر ہے حدیثِ رسول کے ہوتے ہوئے کسی قیاس پر عمل کرنا درست نہیں.

''ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ'' ﴿مؤطا﴾
آپﷺ نے فرمایا: دو مبارک امر تمہارے درمیان چھوڑے جا رہا ہوں ،
ہرگز گمراہ نہ ہوگے جب تک ان دونوں امر کتاب اللہ اور سنتِ رسول کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے.

اور ایک دوسرے موقع پر آپﷺ نے ارشاد فرمایا:
''فعلیکم بسنتی وسنۃ خلفائی الراشدین المھدیین تمسکوا وعضوا علیھا بالنواجذ'' ﴿أبوداؤد والترمذی﴾
میری اور میرے خلفائے راشدین مہدیین کی سنت پر عمل کرنا ،اسے مضبوطی سے پکڑنا بلکہ دانتوں سے پکڑنا تم سب پر لازم ہے.
یقیناً کتاب اللہ اور سنتِ رسول کا صافی چشمہ ہی رشد و ہدایت کا ضامن ہے.
☆ ممنوعہ اوقات میں بعض نمازوں کا پڑھنا نبی کریمﷺ کے فعل وحکم سے ثابت ہے جیسے فجر کی دو رکعت ،طواف کی دو رکعت اور عصر کے بعد ظہر کی دو رکعت سنت کی قضا.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بیان سے یہ امر کھل کر سامنے آتا ہے کہ ممنوعہ اوقات میں نماز پڑھنے کی دو صورت ہیں، ایک یہ کہ ان اوقات میں نماز پڑھنی بالکل درست نہیں جیسے بلا وجہ فرض یا نفل نماز پڑھی جائے. دوسرے یہ کہ کسی معقول وجہ سے فرض یا نفل ادا کی جائے جیسے فوت شدہ نماز اور تحیۃ المسجد کی دو رکعت وغیرہ، اس طرح کی ذواسباب نمازوں کا ممنوعہ اوقات میں پڑھنا جائز ہی نہیں بلکہ سنت ہے کیونکہ اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہوتا ہے اور بغیر تحیۃ المسجد پڑھے بیٹھ جاتا ہے تو گویا وہ اس کے اجر وثواب سے محروم رہا، اسی طرح ممنوعہ اوقات میں سورج گرہن ہوا اگر نفی عام کی احادیث کے مطابق گرہن کی نماز نہ پڑھی جائے تو اس سنت کی ادائیگی سے آدمی محروم ہوگا.

☆ حدیث میں ممنوعہ اوقات میں نماز نہ پڑھنے کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے یعنی ان اوقات میں کفار سورج کی عبادت کرتے ہین، شیطان اپنا رخ ان اوقات میں اس کی طرف کر دیتا ہے تا کہ اس کی پرستش ہو سکے گویا ان اوقات میں نماز پڑھنے کی ممانعت ذرائع شرک کے سدّ باب کے لئے ہے اور ذواسباب نمازیں ان اوقات میں ایک اہم راجح مصلحت کی وجہ سے پڑھی جاتی ہیں، نبی کریم ﷺ کے حکم کی عین پیروی کی خاطر ادا کی جاتی ہیں، اور ایک نمازی ان نمازوں کو اسباب و وجوہات کی بنا پر ادا کرتا ہے مطلقاً ادا نہیں کرتا کہ کفار کی عبادت اور شرک سے مشابہ ہو جائے.
☆ بخاری کی روایت سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عصر کے بعد ظہر کی دو رکعت سنت کی قضا کی جو ممنوعہ وقت میں پڑھی گئی ، یہ قضا نماز دوسرے وقت بھی پڑھی جا سکتی تھی اس سے ثابت ہوتا ہے کی ذواسباب نماز جیسے تحیۃ المسجد اور نمازِ گرہن وغیرہ کا ان ممنوعہ اوقات میں پڑھنا درست ہے، کیونکہ ان نمازوں کی ادا کا وقت دخولِ مسجد اور سورج گرہن ہے، جب قضا نماز ممنوعہ وقت میں پڑھی جا سکتی ہے تو ادا نماز کے پڑھنے میں کیا مضائقہ؟

تحیۃ المسجد خانۂ کعبہ میں

خانۂ کعبہ کی تحیۃ المسجد اس کا طواف ہے، نبی کریم ﷺ نے مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے بعد بیت اللہ کا رخ کیا اور طواف کرنا شروع کر دیا کیوں کہ تحیۃ المسجد تو بیٹھنے والوں کے لئے مشروع ہے، لہذا ! جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو اور طواف کے پہلے تھکاوٹ یا کسی وجہ سے بیٹھنا چاہے تو بیٹھنے کے پہلے تحیۃ المسجد کی دو رکعت اللہ کے رسول ﷺ کے عام حکم کی پیروی کرتے ہوئے ادا کر لے، اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے عید کی نماز مسجد میں ادا کی لیکن تحیۃ المسجد نہیں پڑھی، اس کی وجہ یہ تھی کہ مسجد میں داخل ہونے کے بعد فوراً آپ ﷺ نے بغیر بیٹھے عید کی نماز شروع کر دی، اور تحیۃ المسجد مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے والوں کے لئے مشروع ہے. ﴿مختصر زاد المعاد: ص: ۱۰۲﴾

اب سوال یہ ہے کہ کیا عام مساجد کی طرح خانۂ کعبہ میں بھی ممنوعہ اوقات میں تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھی جا سکتی ہے؟ اس سلسلے میں ائمۂ دین کے درمیان اختلاف ہے، ان میں سے دو اہم رائے کا ذکر دلائل کے ساتھ ذیل میں کیا جاتا ہے.

﴿1﴾ پہلی رائے امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کی ہے کہ ممنوعہ اوقات میں عام مساجد کی طرح خانۂ کعبہ میں بھی تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنی مکروہ ہے اور ان کے دلائل وہی نفی عام کی مذکورہ احادیث ہیں جن کا مدلل بیان '' ممنوعہ اوقات میں تحیۃ المسجد'' کے تحت ہو چکا ہے.

﴿2﴾ دوسری رائے عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن زبیر، عبد اللہ بن عباس حسن، حسین رضی اللہ عنھم، طاؤس، مجاھد، قاسم بن محمد عطا، ابو ثور اور امام شافعی رحمھم اللہ کی ہے کہ ممنوعہ اوقات میں تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنی سنت ہے جو ذیل کی احادیث و آثار سے

http://www.ahya.org - Authentic Islamic Resources and Information

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استدلال کرتے ہیں۔

عن جبير بن مطعم رضى الله تعالى عنه قال: أن رسول الله ﷺ قال: يا بنى عبد مناف لاتمنعوا أحدا طاف بهذاالبيت وصلى فى أىّ ساعة شاء من ليل ونهار. ﴿أبو داؤود والترمذى﴾

جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے بنو عبد مناف اس بیت اللہ کے طواف سے کسی کو مت روکو اور رات دن میں جس وقت بھی نماز ادا کرنا چاہے کرنے دو!

عن أبى ذر الغفارى رضى الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله يقول: لا صلاة بعد الصبح حتى تطلع الشمس ولا بعد العصر حتى تغرب الشمس إلا بمكة إلا بمكة. ﴿مسند أحمد﴾

ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فجر کی نماز کے بعد سے طلوعِ آفتاب تک اور عصر کی نماز کے بعد سے غروبِ آفتاب تک کسی قسم کی نماز نہیں ہے سوائے مکہ میں سوائے مکہ میں۔

ابن شیبہ نے اپنی کتاب ''مصنف'' میں اس سلسلے کے چند آثار لائے ہیں جن کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے تاکہ مسئلے کی مزید وضاحت ہو سکے۔

عن عطاء قال: رأيت ابن عمر طاف بالبيت بعد الفجر وصلى ركعتين قبل طلوع الشمس.

عطا کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کو فجر کے بعد بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے پھر طلوعِ آفتاب سے پہلے دو رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا۔

عن عطاء قال: رأيت ابن عمر وابن عباس رضى الله تعالى عنهماطافابعد العصر وصليا.

عطا فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے عصر کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا پھر نماز پڑھی۔

عن ليث عن أبى سعيد الخدرى رضى الله تعالى عنه أنه رأى الحسن والحسين رضى الله تعالى عنهما قدما مكة فطافا بالبيت بعد العصر وصليا.

لیث سے روایت ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ نے حسن اور حسین رضی اللہ تعالی عنہما کو مکہ آتے ہوئے، عصر کے بعد طواف کرتے ہوئے اور پھر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

عن الوليد بن جميع عن أبى الطفيل رضى الله تعالى عنه أنه كان يطوف بعد العصر ويصلى حتى تصفار الشمس.

ولید بن جمیع روایت کرتے ہیں کہ ابوطفیل رضی اللہ تعالی عنہ عصر کے بعد طواف کرتے تھے اور سورج کے زرد ہونے تک نماز پڑھتے تھے۔

وعن عطاء قال:رأيت ابن عمر وابن زبير رضى الله تعالى عنهما طافا بالبيت قبل صلاة الفجر ثم صليا ركعتين قبل طلوع الشمس.

عطا بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہما کو نمازِ صبح کے پہلے بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے پھر طلوعِ آفتاب کے پہلے دو رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا۔

نبی کریم ﷺ کا بنو عبد مناف کو بیت اللہ میں کسی وقت کسی فرد کو طواف کرنے اور نماز پڑھنے سے نہ روکنے کا حکم دینا، صحابۂ کرام عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنھم کا اس سنت پر عمل کرنا واضح دلیل ہے کہ بیت اللہ

http://www.ahya.org - Authentic Islamic Resources and Information

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہر وقت طواف کرنا اور نماز پڑھنا درست ہے۔

خانۂ کعبہ جو اللہ تعالی کی عبادت کے لئے بنایا گیا وہ لوگوں کی عقیدت کا مرجع شروع ہی سے رہا ہے، دنیا کے گوشے گوشے سے اس کی زیارت، اس میں خدائے واحد کی عبادت اور اپنی روح کی پاکیزگی اور نفس کی طہارت کے لئے لوگ آتے رہتے ہیں، ہر وقت آنے جانے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے، اگر کسی وقت بھی اس کے طواف اور اس میں نماز پڑھنے سے روکا جائے تو وقتی طور پر اس مقامِ مقدس کے زائرین اور عابدین کے مقاصدِ حسنہ کو ٹھیس پہونچے گی۔
لہذا! بیت اللہ کا ہر وقت طواف کرنا، مسجدِ حرام میں ہر وقت نماز پڑھنا جائز ہی نہیں بلکہ سنت ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اسی رائے کو ترجیح دی ہے چنانچہ لکھتے ہیں:
''جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بنو عبدِ مناف کو اس بات سے روک دیا تھا کہ وہ کسی فرد کو کسی وقت بھی بیت اللہ شریف میں نماز پڑھنے اور طواف کرنے سے روکیں'' اس حدیث کو ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے نیز ترمذی نے اسے روایت کر کے اس کی تصحیح فرمائی ہے، امام شافعیؒ امام احمدؒ اور ابو ثورؒ نے عصر اور فجر کے بعد طواف کرنے اور نماز پڑھنے کے لئے مذکورہ حدیث کو بطورِ دلیل پیش کی ہے، عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنھم نیز دیگر صحابۂ کرام اور تابعین عظام سے بھی اس قسم کی روایات منقول ہیں۔

لہذا طواف کی دو رکعت ممنوعہ اوقات میں پڑھنا مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر درست ہے

☆ فرمانِ نبی ﷺ'' **لا تمنعوا أحدا طاف بهذا البيت وصلى أىّ ساعة شاء من ليل و نهار**'' یعنی رات اور دن میں کسی وقت بھی بیت اللہ میں نماز پڑھنے اور طواف کرنے سے کسی کو مت روکو!
نبی کریم ﷺ کا یہ حکم عام ہے جو تمام اوقات کو شامل ہے، پھر کوئی یہ کہنے کی کیسے جرأت کرے کہ ممنوعہ اوقات میں طواف کی دو رکعت پڑھنا درست نہیں۔

☆ نبی کریم ﷺ کے اس مذکورہ حکم کو نہ کوئی نص اور نہ اجماعِ امت خاص کرتی ہے، اس کے برعکس ممنوعہ اوقات میں نماز پڑھنے والی احادیث نصِ نبوی اور اجماعِ امت سے خاص ہے، اور یہ عام قاعدہ ہے کہ حکمِ عام حکمِ خاص سے راجح ہوتا ہے۔

☆ بیت اللہ کا طواف ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے ہوتا آرہا ہے، اور اسی زمانے سے اس مبارک گھر کے ارد گرد نماز ادا کی جا رہی ہے، خود رسول اللہ ﷺ اور آپکے جانثار ساتھی ہجرت کے پہلے اس گھر کا طواف کیا کرتے تھے، اس کے ارد گرد نماز پڑھتے تھے، جب مکہ فتح ہوا، نصرتِ خداوندی نے نبی کریم ﷺ کی قدم بوسی کی اور لوگ جوق در جوق حلقہ بگوشِ اسلام ہونے لگے اور بکثرت اس گھر کا طواف کیا جانے لگا اور اس کے ارد گرد نماز پڑھی جانے لگی۔ اگر طواف کی دو رکعت ممنوعہ اوقات میں پڑھنی درست نہ ہوتی تو نبی کریمؐ عام مسلمانوں کی ضرورت کا خیال کرتے ہوئے اس سلسلے میں کوئی عام حکم ارشاد فرماتے اور صحابۂ کرام، تابعین، اور تبع تابعین سے یہ روایت منقول ہو کر ہم تک پہونچتی لیکن واقعہ اس کے خلاف ہے، کسی ایک مسلمان نے بھی آج تک یہ بات نہیں کہی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ممنوعہ اوقات میں طواف کی دو رکعت پڑھنے سے منع فرمایا بلکہ صبح وشام طواف کرنا زیادہ آسان ہے اور بکثرت لوگ کرتے بھی ہیں۔

☆ سدِ ذرائع کے لئے شریعت میں جو چیز ممنوع قرار دی گئی ہے وہی چیز راجح مصلحت کی خاطر جائز بھی قرار دی گئی ہے جیسے عورتوں کو غیر محرم کا دیکھنا شریعت میں حرام ہے جو سدِ ذریعہ یعنی مبادیاتِ زنا پھر اس فحش میں واقع ہونے کے ڈر سے ممنوع قرار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا گیا ہے لیکن راجح مصلحت کی خاطر یعنی شادی کا پیغام دیتے وقت ایک پیغامبرِ نکاح کیلئے جائز ہے بلکہ مستحب ہے کہ وہ اپنے ہونے والی رفیقۂ حیات کا دیدار کرلے تاکہ مستقبل کی ازدواجی زندگی میں کسی قسم کی پیچیدگی واقع نہ ہو۔

اسی طرح طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب کے وقت شرک سے محفوظ رہنے کے لئے نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے کیوں کہ ان اوقات میں کفار شرک اور کفر کا بازار گرم کرتے ہیں، اپنے معبودانِ باطل کی پرستش کرتے ہیں، شیطان اپنا روئے منحوس آفتاب کی طرف ان اوقات میں کردیتا ہے تاکہ اس کی پرستش ہو سکے، لیکن راجح مصلحت کی خاطر ان اوقات میں نماز پڑھنی درست ہے جیسے اگر سورج یا چاند کو ان ہی ممنوعہ اوقات میں گرہن لگ جائے تو صلاۃِ کسوف وخسوف ان ہی اوقات میں ادا کرنی ہوگی کیوں کہ اس کی ادا کا وہی وقت شریعت نے مقرر کیا ہے، اسی طرح تحیۃ المسجد کی دو رکعت مسجد میں داخل ہوتے ہوئے ادا کرنی شریعت نے مقرر کی ہے، لہذا اس نماز کے ادا کا وقت دخولِ مسجد ہے، یہی راجح مصلحت ہے جس کو سدِ ذریعہ کے حکم پر فوقیت حاصل ہے۔
﴿فتاوی ابن تیمیہ. ج ۲۳ ص ۱۸۴. ۱۸۷﴾

مذکورہ بیان سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ طواف کی دو رکعت طلوعِ آفتاب زوالِ آفتاب، غروبِ آفتاب، عصر اور فجر کے بعد ان پانچ ممنوعہ اوقات میں پڑھنی درست ہی نہیں بلکہ سنت ہے۔

تحیۃ المسجد اور اقامت کے درمیان

اس بات پر علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ فرض نماز کی اقامت کے بعد تحیۃ المسجد کی دو رکعت ادا کرنی خلافِ سنت ہے، کیوں کہ اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کے واضح ارشادات موجود ہیں:

عن أبی هريرة رضی الله تعالی عنه قال: أن النبی ﷺ قال:" إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة "﴿مسلم﴾

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا جب فرض نماز کے لئے اقامت کہی جانے لگے تو اس کے علاوہ کوئی دوسری نماز نہیں ہے۔

ایک دوسری روایت میں " فلاصلاة إلا التی أقيمت" کا جملہ آیا ہے یعنی جس نماز کے لئے اقامت کہی گئی ہے اس نماز کے علاوہ کوئی دوسری نماز نہیں ہے۔

عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہو کر فجر کی دو رکعت سنت پڑھنے لگا پھر آپ کے ساتھ جماعت میں شامل ہوگیا، سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

''یا فلان بأیّ الصلاتین إعددت بصلاتک وحدک أم بصلاتک مضی''﴿مسلم﴾

اے شخص تم نے دونوں نمازوں میں سے کس نماز کو شمار کیا آیا اپنی تنہا پڑھی ہوئی نماز کو یا میرے ساتھ پڑھی ہوئی نماز کو۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اسی بیچ موذن نے اقامت کہنی شروع کردی تو آپ ﷺ نے مجھے جھنجھوڑتے ہوئے فرمایا: **''أتصلی الصبح أربعا''** کیا تم صبح کی چار رکعت پڑھتے ہو ﴿البیهقی﴾

ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو صبح کی دو رکعت اس وقت پڑھتے ہوئے دیکھا جب کہ موذن نے اقامت کہنی شروع کردی تھی تو آپ ﷺ نے اس کے موڈھے پر مارتے ہوئے فرمایا: **" ألا كان هذا قبل هذا"** کیا یہ نماز اس سے پہلے پڑھنی نہیں تھی؟ ﴿الطبرانی﴾

http://www.ahya.org - Authentic Islamic Resources and Information

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ احادیث سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اقامت کے بعد فرض نماز کے علاوہ کوئی دوسری نماز نہیں پڑھنی چاہیئے ، یہی وجہ ہے کہ فقہائے اسلام نے تحیۃ المسجد کے عام حکم سے اقامت کے بعد فرض نماز کی ادائیگی کو خاص کیا ہے ۔﴿نیل الأوطار. ج۳ص:۸۴﴾

لہذا ! اگر اقامت ہوتی ہو یا ہو چکی ہو اور اس حالت میں کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو وہ بغیر تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھے جماعت میں شامل ہو جائے یہی سنت کا طریقہ ہے جو شخص اس کے خلاف کرتا ہے گویا وہ سنت رسول کا تارک ہے ،لیکن اقامت کے درمیان فجر کی دو رکعت سنت پڑھنے کے سلسلے میں فقہائے اسلام کا شدید اختلاف ہے ، اس سلسلے میں امام شوکانی نے اپنی کتاب ''نیل الأوطار'' میں نو اقوال درج کئے ہیں ، یہ موضوع الگ ایک مستقل رسالے کا متقاضی ہے ۔

بہر صورت ! اس سلسلے میں راجح اور درست قول یہی ہے کہ خواہ تحیۃ المسجد کی دو رکعت ہو یا نمازِ صبح کی دو رکعت سنت ہو اقامت کے بعد نہیں پڑھنی چاہیئے کیوں کہ فرمانِ نبی ﷺ " إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة " کے اندر فرض نماز کے علاوہ جملہ نمازوں کی نفی کی گئی ہے ، شیخ الاِ سلام ابن تیمیہؒ نے بھی اسی رائے کو ترجیح دی ہے ۔
﴿فتاوی ابن تیمیہ.ج۲۳ص۲۶۴﴾

تحیۃ المسجد سفر سے واپسی کے بعد

در حقیقت سفر سے واپسی کے بعد کی نماز ''تحیہ المسجد'' نہیں بلکہ ''نمازِ قدوم'' ہے ،لیکن اس کے ذریعے تحیۃ المسجد کی غرض و غایت اور اس کے مقاصد پورے ہوتے ہیں ، سفر جو کبھی نمونۂ سقر تھا ، اب اگر چہ نئی ایجاد نے اسے نمونۂ ظفر بنا دیا ہے ، پھر بھی سفر سفر ہے ، سچ ہے ''السفر کالسقر'' در اصل اسی سفر سے نجات یابی کے بعد خدا کے حضور حاضر ہو کر شکرانہ کی دو رکعت پڑھی جاتی ہیں ۔

نبی کریم ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب بھی کسی سفر سے واپس آتے تو پہلے خانۂ خدا میں حاضر ہو کر قدوم سفر کی دو رکعت پڑھتے ۔

عن جابر بن عبدالله رضى الله تعالى عنه قال كنت مع النبى ﷺ فى سفر فلمّا قد منا المدينة قال لى أدخل فصل ركعتين ﴿البخارى﴾

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھا ، جب آپ ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ واپس آیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے کہا پہلے مسجد جا کر دو رکعت پڑھ لو!

عن كعب بن مالک رضى الله تعالى عنه قال أن النبى ﷺ كان إذا قدم من سفر ضحىً دخل المسجد فصلّى ركعتين، قبل أن يجلس''﴿البخارى﴾

کعب بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کسی سفر سے چاشت کے وقت تشریف لاتے تو مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھتے ۔

عن ابن شهاب قال أن النبى ﷺ لا يقدم من سفر إلافى الضحىٰ فيبدأالمسجد فيصلى فيه ركعتين ويقعد.﴿مسند أحمد﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن شہاب رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ چاشت کے وقت ہی سفر سے واپس آتے، پہلے مسجد جا کر دو رکعت پڑھتے پھر بیٹھتے.

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنهما أن رسول ﷺ حين أقبل من حجته دخل المدينة فأناخ على باب مسجده ثم دخل فركع فيه ركعتين ثم إنصرف إلى بيته "﴿أبوداؤد﴾
عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ جس وقت رسولِ خدا حجۃ الوداع کے بعد مدینہ تشریف لائے تو اپنی اونٹنی کو مسجد کے دروازے پر بیٹھا کر مسجد مین داخل ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنے گھر کا رخ فرمایا.

مشہور تابعی حضرت نافع کا بیان ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے.﴿ابوداؤد﴾
مذکورہ احادیث سے قدومِ سفر کی دو رکعت پڑھنے کا ثبوت فراہم ہوتا ہے، جس کا پڑھنا سنتِ رسول ﷺ ہے اور اس سے تحیۃ المسجد کی غرض و غایت بھی پوری ہوتی ہے.

اللهم ارزقني التوفيق بطاعتک و طاعة رسولک محمد ﷺ

مراجع

﴿1﴾ قرآن مجید ﴿2﴾ البخاری ﴿3﴾ مسلم ﴿4﴾ أبوداؤد ﴿5﴾ الترمذی ﴿6﴾ النسائی.
﴿7﴾ إبن ماجه ﴿8﴾ مؤطاإمام مالک ﴿9﴾ مسندأحمد ﴿10﴾ المستدرک للحاکم ﴿11﴾ البیهقی
﴿12﴾ الطبرانی ﴿13﴾ فتح الباری مجلد ١-٢ ﴿14﴾نیل الأوطارمجلد. ٣ ﴿15﴾سبل السلام مجلد. ١
﴿16﴾ فتاوی إبن تیمیه مجلد. ٢٣ ﴿17﴾ المغنی لإبن قدامه مجلد. ٢ ﴿18﴾ بدایه المجتهد مجلد. ١
﴿19﴾مختصر زاد المعادللشیخ محمد بن عبد الوهابؒ

مؤلف چند سطور میں

﴿١﴾ ولادت: ٨/جون ١٩٥٩ء بمقام امو امدینۃ الشیخ. پراہی. شیوہر. بہار. انڈیا
﴿٢﴾ تعلیم: ☆ درجۂ فضیلت. دارالعلوم احمدیہ سلفیہ. دربھنگہ. ١٩٧٥ء ☆ فاضل ادب فارسی. ادارہ تحقیقات عربی فارسی. پٹنہ. ١٩٧٧ء ☆ فاضل ادب عربی. ادارۂ تحقیقات عربی و فارسی. پٹنہ. ١٩٧٨ء ☆ متخرج محمد بن سعود. اسلامک یونیورسٹی. ریاض سعودیہ. ١٩٨٣ء
﴿٣﴾ دعوتی خدمات: ☆ مرشد اسلامی. اسلامک سینٹر. دبی. متحدہ عرب امارات ١٩٨٤ء تا حال
☆ مسؤل قسم الجالیات. اسلامک سینٹر. دبی. متحدہ عرب. امارات.
☆ بانی ونگراں. مرکز الاِ صلاح التعلیمی الخیری. اموا. بہار. انڈیا.
﴿٤﴾ تالیفی خدمات: ☆ تحیۃ المسجد ☆ تعلیم نسواں ☆ اسلامی عقیدہ ☆ محبت کی حقیقت ☆ جشن میلاد کی حقیقت.
☆ رفیق کارواں ☆ تعدد زوجات ☆ الحرکۃ الھدامۃ.﴿القادیانیۃ﴾ ☆ اسلام کا تعلیمی، تربیتی اور تدریسی نظام ☆ العینی ومنهجه فی کتابه عمدة القاری ☆ النصيرية بين الحديث والقديم.
☆ ترجمة الأعمش وآثاره العلمية.

http://www.ahya.org - Authentic Islamic Resources and Information

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ